1

سرکاری اسکولوں میں معصوم بچپن پر تشدد: کب جاگے گا ہمارا سرکاری نظام نظام؟

دوستو، آج کا قصہ ایک ایسے سنگین مسئلے کا ہے جو نہ صرف ہمارے تعلیمی نظام کی خامیوں کو بے نقاب کرتا ہے بلکہ ہمارے اجتماعی ضمیر کو بھی جھنجھوڑتا ہے۔

دوستو کراچی شہر میں گورنمنٹ کی نوکری حاصل کرکے معصوم بچوں پر جسمانی اور نفسیاتی تشدد کرنے کا یہ سلسلہ کب رکے گا؟ دوستو ڈائریکٹوریٹ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے ماتحت چلنے والے ضلع ویسٹ، کراچی کے علاقے مومن آباد میں واقع ایک سرکاری اسکول سے سامنے آنے والا واقعہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے، جو بچوں کو علم، تربیت اور روشن مستقبل کے خواب دینے کے لیے بنائے گئے ہیں، بعض اوقات خوف اور اذیت کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔ جہاں سندھ گورنمنٹ مفت تعلیم کے دعووں اور بچوں سے کام کروانے کو جرم قرار دینے کے باوجود، ایسے سرکاری اداروں میں معصوم ذہنوں کو بے بسی کا شکار بنایا جاتا ہے، اور کوئی مؤثر ایکشن نہیں ہوتا۔ یہ نہ صرف تعلیمی نظام بلکہ ہماری اجتماعی ذمہ داری کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے۔

دوستو جیسا کہ گورنمنٹ بوائز اینڈ گرلز ایلیمنٹری اسکول، بسم اللہ مبارک ٹاؤن میں چوتھی اور پانچویں جماعت کے طلبہ اور طالبات کو تین عدد خواتین ٹیچرز جن میں (س)، (ص) اور (گ ا) سے شروع ہوتے کی طرف سے جسمانی اور ذہنی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے دوستو یہ الزام کوئی الزام نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے دوستو بچوں پر جسمانی اور نفسیاتی تشدد کی یہ بات مسئلے کی سنگینی کو مزید بڑھا دیتی ہے کہ ایک تعلیمی ادارے کے اندرونی ماحول میں اس حد تک کشیدگی اور عدم تحفظ پایا جاتا ہے کہ اساتذہ کے باہمی اختلافات بھی بچوں کے مستقبل پر اثر انداز ہونے لگتے ہیں، بعض اساتذہ طلبہ کے ساتھ توہین آمیز زبان استعمال کرتی رہی ہیں، جس نے بچوں کے اعتماد اور نفسیاتی حالت پر منفی اثرات مرتب کیے۔

دوستو جیسا کہ ہم سب جانتے بھی ہیں اور ماہر نفسیات بھی وقتاً بوقتاً ہمیں بتاتے آئے ہیں کہ بچوں پر بچپن میں تشدد کرنے سے بچے نہ صرف تعلیمی طور پر کمزور ہو جاتے ہیں بلکہ ان کی شخصیت میں خوف، احساس کمتری اور جارحانہ رویے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسے بچے مستقبل میں معاشرے کا مثبت حصہ بننے کے بجائے ذہنی دباؤ اور عدم تحفظ کا شکار رہتے ہیں تو گورنمنٹ بوائز اینڈ گرلز ایلیمنٹری اسکول، بسم اللہ مبارک ٹاؤن کا یہ واقعہ اس لیے بھی انتہائی اہم ہے کہ سندھ حکومت نے بچوں پر تشدد کے خلاف واضح قوانین نافذ کر رکھے ہیں۔ "سندھ پروہیبیشن آف کارپورل پنشمنٹ ایکٹ 2016" کے تحت تعلیمی اداروں میں بچوں کو جسمانی سزا دینا مکمل طور پر ممنوع ہے۔

اس قانون کے مطابق، کسی بھی استاد یا عملے کے رکن اگر بچے کو جسمانی یا ذہنی اذیت پہنچاتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے، جس میں جرمانہ اور قید دونوں شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح، "سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی ایکٹ 2011" بچوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے بنایا گیا، جس کے تحت ریاست کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو ہر قسم کے استحصال اور تشدد سے محفوظ رکھا جائے۔ مگر افسوس کہ اس اسکول میں مقرر خواتین ٹیچرز نے گورنمنٹ آف سندھ کے قوانین کی دھجیاں اڑا دیں، اور اب تک کوئی ایکشن نہیں ہوا۔

دوستو بدقسمتی سے، پاکستان میں خصوصاً صوبہ سندھ میں جہاں قوانین موجود ہونے کے باوجود ان پر مؤثر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے ایسے واقعات بار بار سامنے آتے رہتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تعلیمی ادارے ہی بچوں کے لیے غیر محفوظ ہو جائیں تو والدین اپنے بچوں کو کہاں بھیجیں؟ تعلیم کا مقصد بچوں کو خوف سے آزاد ماحول فراہم کرنا ہوتا ہے، نہ کہ انہیں ذہنی اذیت میں مبتلا کرنا۔ یہ افسوسناک واقعہ سندھ حکومت کے اعلیٰ حکام کے لیے ایک سنجیدہ پیغام ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ایک شفاف اور غیر جانبدارانہ انکوائری یقینی بنائیں تاکہ متاثرہ بچوں کو انصاف مل سکے۔ چیف سیکرٹری سندھ سے اپیل ہے کہ وہ صوبے کے تمام تعلیمی اداروں میں بچوں کے تحفظ کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروائیں اور اس حوالے سے مؤثر نگرانی کا نظام متعارف کروائیں۔ اسی طرح، وزیر تعلیم سندھ سے مطالبہ ہے کہ اس واقعے میں ملوث اساتذہ کے خلاف سخت سے سخت تادیبی اور قانونی کارروائی کی جائے تاکہ مستقبل میں کوئی بھی استاد بچوں پر تشدد کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

دوستو، یہ مسئلہ صرف ایک سرکاری اسکول یا چند اساتذہ تک محدود نہیں بلکہ پورے تعلیمی نظام کے احتساب کا تقاضا کرتا ہے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ بچے صرف والدین کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کی ذمہ داری ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے آج ان معصوم ذہنوں کو تحفظ فراہم نہ کیا تو کل ایک خوفزدہ اور غیر متوازن معاشرہ ہماری منتظر ہوگا۔ اب وقت ہے کہ ہم سب مل کر اس نظام کو جگانے اور بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے آواز اٹھائیں۔

پاکستان# سندھ# غازی#